-۶۰ سال پہلے-

اسلام کی دعوتِ عام اس بنیاد پر قائم ہے کہ نوعِ انسانی کے لیے اسلام کی شکل میں ایک ایسا مکمل مذہب پیش کر دیا گیا ہے جس میں پچھلے تمام مذاہب کی کمی پوری کر دی گئی ہے، اور آیندہ کے لیے کوئی کمی ایسی نہیں چھوڑی گئی جس کو پورا کرنے کی کبھی ضرورت پیش آئے۔ اس مکمل مذہب نے ہمیشہ کے لیے اسلام اور کفر، حق اور باطل کے درمیان ایسا متعین اور مستقل امتیاز قائم کر دیا ہے کہ اب قیامت تک اس میں کسی قسم کا گھٹاؤ اور بڑھاؤ نہیں ہو گا۔ جو کچھ اسلام اور حق ہے اسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کر دیا، اب اس جنس کی کوئی مزید چیز آنے والی نہیں ہے، کہ آیندہ کسی زمانے میں انسان کا مسلم اور حق پرست ہونا اس نئی چیز کو تسلیم کرنے پر موقوف ہو۔ اور جس چیز کو محمدؐ نے کفر اور باطل قرار دے دیا ہے وہ ہمیشہ کے لیے کفر اور باطل ہے۔ اس میں سے کوئی چیز نہ اب حق اور اسلام ہو سکتی ہے، اور نہ اس کے سوا کسی دوسری چیز پر کفر اور اسلام کے تفریق قائم ہو سکتی ہے۔ یہی ٹھوس اور غیر تغیر پذیر بنیاد ہے جس پر عالمگیر اور دائمی ملت و تہذیبِ اسلامی کی عمارت تعمیر کی گئی ہے، اور ایسی بنیاد پر اس کی تعمیر اسی لیے کی گئی ہے کہ تمام دنیا کے انسان ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ایک ہی ملت، ایک ہی دین اور ایک ہی تہذیب کے اتباع پر متفق ہو سکیں۔

جو شخص کہتا ہے کہ اسلام آ جانے کے بعد بھی ادیانِ سابقہ کا اتباع درست ہے وہ دراصل اسلام سے عوام کا حق چھینتا ہے، کیونکہ جب اسلام کے سوا دوسرے طریقوں سے بھی ہدایت ممکن ہو تو تمام اقوام و ملل کو اسلام کی طرف دعوت دینا ایک فضول حرکت ہو گی۔ اور جو شخص کہتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں ہر زمانے کی ضروریات اور حالات کے لحاظ سے حذف و ترمیم اور اصلاح و اضافہ ہو سکتا ہے، وہ دراصل اسلام سے عوام کا حق سلب کرتا ہے۔ کیونکہ جو دین ناقص ہو اور حذف و اضافہ کا محتاج ہو، وہ ہمیشہ کے لیے ذریعۂ ہدایت ہونے کا دعویٰ کرے تو اس کا دعویٰ جھوٹا ہو گا۔

(سیدابوالاعلیٰ مودودیؒ، ترجمان القرآن، محرم الحرام ۱۳۵۳، مارچ ۱۹۳۴)